78376 ـ رمضان المبارك میں دن کے وقت شیطان کو گالی دینے کا حکم

سوال

رمضان المبارك میں روزے كی حالت میں شیطان كو گالی دینے كا حكم كیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

كسی بھی مسلمان اور مومن شخص كے لائق نہیں كہ وہ اپنی زبان كو گالی اور سب وشتم كا عادی بنائے، چنانچہ اسی كے متعلق رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مؤمن شخص نہ تو طعنی زنی كرنے والا ہوتا ہے، اور نہ ہی لعن و طعن كرنے والا، اور نہ ہی فحش گو، اور گری ہوئی باتیں كرنے والا "

اسے ترمذی نے روایت كیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور پھر روزہ دار كو تو دوسرے سے زیادہ حسن اخلاق اختیار كرنے كا حكم دیا گیا ہے، اسی لیے اس كے لیے سب و شتم كو ترك كرنا ضروری اور یقینی ہے، چاہے وہ حق پر بھی ہو، اور اسی لیے رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار كو دشمنی میں اس كا مقابلہ كرنے سے منع فرمایا ہے، بلكہ فرمایا كہ جب اسے كوئی شخص گالی دے یا اس سے لڑائی كرے تو وہ جواب میں اسے یہ كہے: میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں "

متفق علیہ.

حالانكہ عداوت كا اسی طرح سے جواب دینا جائز ہے، اللہ تعالی كا فرمان ہے:

چنانچہ تم پر جو كوئی بھی زیادتی كرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی كرو جتنی اس نے تم پر كی ہے البقرۃ (194).

لیكن روزے دار كو افضل اور بہترین اعمال كرنے، اور برے اعمال سے اجتناب كرنے كا حكم دیا گیا ہے.

اور مؤمن شخص كو جب بھی شیطانی وسوسہ آئے تو شیطان كو گالی دینے اور برا كہنے سے اسےكوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلكہ اس كے لیے مشروع تو یہ ہے كہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے.

الله سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور اگر آپ کو شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ ابھارے تو آپ اللہ کی پناہ مانگیئے، یقینا وہ سننے والا جاننے والا ہے حم السجدۃ (36).

ابو الملیح ایك شخص سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا کہ جانور بدك گیا، تو میں نے کہا: شیطان تباہ و برباد ہو، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم یہ نہ کہو کہ شیطان تباہ و برباد ہو، کیونکہ جب تم یہ کلمات کہو گے تو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھےگا حتی کہ وہ گھر کی مانند ہو جاتا ہے، اور کہنے لگتا ہے: میری قوت سے ہوا ہے ! بلکہ تم بسم اللہ کہو، کیونکہ جب تم یہ الفاظ کہوگے تو وہ مکھی جتنا ہو جاتا ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (20067) سنن ابو داود حدیث نمبر (4982) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

واللہ اعلم .